اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴) مطبوعہ ۲۸ جنوری ۱۸۹۸ء بروز جمعہ جلد (۲۶)

ایڈیٹوریل نوٹس

ایک کتاب نامی اخلاق کی ابتدائی کتاب تصنیف منشی امیر چند معلم ریاضی سینٹرل ماڈل سکول لاہور حال میں شایع ہوئی ہے جو کہ مدرسجات کی مبتدین ادنیٰ جماعتوں کے لئے کارآمد اور مفید تصور کی گئی ہے۔ ہم مصنف موصوف کو شاباش کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک حاجت محسوسہ کو رفع کیا ہے مگر ساتھ ہی ضمن میں یہہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ اخلاق کی تعلیم بلا تعلق مذہب بے سود اور بے مطلب ہے یہہ تو ایسا ہے جیسے مولوی نذیر احمد اپنی تصنیف توبتہ النصوح کے ابتدائی دیباچہ میں فرماتے ہیں گویا روح کو قالب سے شعاع کو آفتاب سے عرض کو جوہر سے ناخن کو گوشت سے جدا کرنا ہے۔

آج کل ملک ہند کے لوگوں میں بہت کچھ ہائے وائے اس امر پر ہو رہی ہے کہ بموجب اعلان ملکہ معظمہ قیصرہ ہند جو بعد غدر کے بعد مشتہر ہوا اور جس کی مدعا ملکی حقوق کا ہندوستانیوں پر بلا امتیاز اہل و ملت قایم کرنا تھا کہ وہ فواید ملکی جو اُس اعلان کے تعلق متصور تھے اب تک ظہور میں نہیں آئے ہیں ہم پوچھتے ہیں کیوں نہیں استحقاق جتلاتے اور اگر حق طلب کرنے میں عاری رہتے ہو تو قصور کس کا ہے؟ ہمارے ناقص خیال میں قصور اسی ملک کے لوگوں کا ہے۔ ہمارے میں اتحاد اور یگانگت نہیں ہے۔ ہندو مسلمان سے اور مسلمان ہندو سے چڑتا ہے۔ اِس ملک کے ذات پات کے اور مذہبی تفرقوں کے ثمرے ہم بھگت رہے ہیں۔ اگر اتفاق نظر بھی آتا ہے تو وہ زیادہ تفریق کو قایم کرتا ہے۔ سِکھ اپنا ہی راگ الاپتے ہیں۔ محمدی ہیں تو وہ ہندوں سے الگ تھلگ ہی اپنا سکہ جماتے ہیں اور اگر آریہ ہیں تو وہ اپنے ہی قدیم جاہ و حشمت پر فریفتہ اور شکم پوری کرتے ہیں۔ بھلا ایسے باہمی خانہ جنگی اور جھگڑوں میں پڑے رہنے سے طوطی کی آواز نقار خانہ میں کیا سُنائی دیگی پہلے قوم کی سوشیل اور دینی اصلاح ہونی چاہئے۔ پہلے خدا سے آشنائی ہونی چاہئے کہ وہ ہم سب کا باپ ہے اور کہ ہم آپس میں بھائی ہیں۔ دیکھو لوقا ۱۰ باب ۲۷ آیت تو خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنے سارے زور اور اپنی ساری سمجھ سے پیار کر اور جیسا آپ کو ویسا ہی اپنے پڑوسی کو +

ایک طرف تو ملک ہند کے تعلیم یافتہ اپنے ملکی حقوق قایم کرنے کے ساعی ہیں اور دوسری طرف ہندو جہلا میں وہ گت بن رہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ سیالکوٹ میں ایک کالی دیوی ایک گیارہ سالہ لڑکی میں نمودار ہوئی۔ بہت سے بھولے بھٹکے ہندوؤں کی زبانوں کی شامت آگئی ہے۔ دیوی جی زبانوں کی بھوکی معلوم ہوتی ہے چنانچہ کئی ایک ہندوؤں نے اپنی زبانیں کاٹ کر دیوی جی کی نظر کر دی ہیں۔ اور ایک بھگت جی اپنا سر دینے کو آمادہ ہو رہا ہے۔ ہائے ہندو وہم اور وسواس تیری آڑ میں کیا کچھ نہیں ہوا اور ہو رہا ہے اور نہ ہو گا۔ اے گمراہو مسیح خداوند فرماتا ہے میرے پاس آؤ میں تم کو آرام دونگا۔ خداوند کی روح فرماتی ہے کہ تو سونا جو آگ میں تایا گیا مجھ سے مول لے تاکہ تو دولتمند ہووے اور سفید پوشاک تاکہ تو پہنے ہوا اور تیرے ننگے پن کی شرم ظاہر نہ ہووے اور اپنی آنکھوں میں انجن لگا تاکہ تو دیکھنے لگے +

نورافشاں

پادری۔ اے۔ ایچ۔ ویلنگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری۔ ایچ گولکناتھ صاحب • پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ

پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے • پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب } ایڈیٹرز

سوامی وویکانند کے لکچر شکاگو انگریشن پر ایک نظر

پھر آپ اس اعتراض کے جواب میں کہ "جس کی شخصیت دور ہوجاتی ہے وہ مثل پتھر یا کندہ کے ہوجاتا ہے" یہہ فرماتے ہیں کہ "میرے خیال میں ایسا نہیں ہے اگر اس چھوٹے سے جسم کی کانشیئس نیس حاصل کرنا خوشی کا موجب ہے تو دو جسموں کی اس سے زیادہ اور چار و پانچ کی اس سے بھی زیادہ ہوگی علی ہذا القیاس ایک عام یا کلی کانشیئس نیس میں شریک ہونا غایت درجہ کی خوشی کا موجب ہوگی" ہمارے خیال میں (۱) آپ کے جواب سے اعتراض ہرگز رفع نہیں ہوتا کیونکہ کانشیئس نیس میں اُس ہستی کا علم و ارادہ و عقل وغیرہ شامل ہیں جس کی وہ کانشیئس نیس ہے تو دوسری ہستی کی شخصیت اور اُس کی کانشیئس نیس ایک دوسری کی کانشیئس نیس میں کیونکر داخل ہوسکتی ہیں۔ ضرور ہے کہ ایک کانشیئس نیس نیست ہو تب تو دوسری موجود رہ سکتی ہے اور جب ایک ہستی کی کانشیئس نیس نیست ہوئی تو اُس کی ہستی اور شخصیت کی نیستی بھی لازم آئی اور اگر شاید ہستی کی نیستی لازم نہو تو اس میں تو کلام نہیں کہ وہ ہستی مثل پتھر یا کندہ کے موجود رہیگی کیونکہ کوئی ذی روح ہستی بغیر کانشیئس نیس کے ہمارے تجربہ میں نظر نہیں آتی البتہ غیر ذی روح اشیا کی ہستیاں مثل پتھر لکڑی وغیرہ کی ہستیاں تو ہیں تو پھر اس حالت میں وہی اعتراض پھر قایم رہا (۲) پھر آپ کے گذشتہ بیان سے علاوہ ایک قایم مطلق ہستی ایشر کے اور بھی بہت سی روحیں کامل اور آپہی ہوکر مطلق ہستیاں بن کر برہم کے ساتھ ایک ہوجاتی ہیں تو یہہ بھی فرمائے کہ آیا اُن میں سے ہر ایک اپنی اپنی کانشیئس نیس اپنی ہستی کے ساتھ قایم رکھکر ایشر کے ساتھ ایک ہوجاتی ہے یا مطلق ہونے پر اُس کی اپنی کانشیئس نیس کھوجاتی ہے۔ اگر قایم رہتی ہے تو وہ برہم کے ساتھ ایک نہیں ہوسکتی کیونکہ اس کو اپنا اور دوسرے برہم کا بھی گیان رہا تو دوئی قایم رہی اور اگر کہو کہ کھوجاتی ہے تو پھر یہہ مانو کہ ایک مطلق نے دوسرے مطلق کو ایسا نگل لیا کہ اس کی کانشیئس نیس اور ساتھہی اُس کے اپنی ہستی بھی نیست ہوگئی۔ یا وہ پتھر و کندہ بن گئی۔ اور اعتراض باقی رہا۔ تو پھر یہہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مکتی کیا ہوئی اور کس کی ہوئی جبکہ نہ وہ ہستی باقی رہی نہ اُس کی کانشیئس نیس۔ (۳) پھر آپ برہم کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ وہ مطلق ہوکر نہ شخصیت رکھتا ہے اور نہ اُس میں صفات کسی قسم کے پائے جاتے ہیں تو آپ ہمیں یہہ بتلائے کہ ہم اُس برہم کو کیا سمجھیں۔ پتھر یا لکڑی کا کندہ کیونکہ جس میں شخصیت نہیں اُس میں سیلف کانشیئس نیس بھی نہیں ہوسکتی۔ اور سیلف کانشیئس نیس مخلوقات میں صرف غیر ذی روح ہستیوں کے درمیان مثل دھات و نباتات وغیرہ میں نہیں پائی جاتی (۴) پھر ہمیں اس امر پر بھی حیرت آتی ہے کہ ایک جگہہ تو آپ برہم میں مطلق علم و زندگی بتلاتے ہیں اور دوسری جگہہ اُسے صفات سے خالی بتلاتے ہیں یہہ صریح نقیض ہے یا نہیں۔ کیوں صاحب لامحدود و کامل و علم رکھنا وغیرہ بھی تو ہستی کی صفات ہیں اور جب یہہ آپ خدا کی ہستی سے منسوب کرتے ہیں تو اور صفات اگر اُس سے مثل پاکیزگی۔ رحم و انصاف وغیرہ منسوب کئے جاویں تو کیا ہرج واقع ہوگا۔ پھر اگر اُس سے صفات منسوب کی جاسکتی ہیں جیسا کہ آپ خود مانتے ہیں کہ وہ علم مطلق ہے اور ہم کو بھی علم بغیر عالم کے جداگانہ ہستی کے طور پر بجز قیاس و تجربہ میں نہیں آسکتا تو پھر اُس میں سیلف کانشیئس نیس بھی ضروری لازم آویگا۔ اور جب سیلف کانشیئس نیس بھی ہمیں ماننا پڑا تو شخصیت ماننے میں پھر کیا قباحت باقی رہی۔ کیونکہ سیلف کانشیئس نیس بغیر شخصیت کے نہیں ہوسکتی۔ پھر آپ ذرا آگے چلکر فرماتے ہیں کہ "روح ایک ہے جو تمام روحوں کی اکیلی روح ہے اور یہہ تمام روحیں محض مایا ہی" اور پھر آپ فرماتے ہیں کہ "یہ دنیا موجودہ سائنس کی رو سے خدا کا مظہر ہے نہ مخلوق" اجب آپ یہہ فرماتے ہیں کہ اس اکیلی روح سے ساری روحیں مایا کے طور پر وجود رکھتی ہیں تو یہہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ ایشر جس میں نہ شخصیت اور نہ صفات آپ مانتے ہیں کیونکر مایا پیدا کرسکتا ہے یا وہ اپنی ذات و صفات کا مظہر کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ صفات اُس میں مطلق موجود نہیں ہیں بعض لوگوں نے خلقت کو عدم سے موجود ہونا عقل کے خلاف سمجھکر یہہ مسئلہ ایجاد کیا کہ دنیا اُس کا مظہر ہے مگر اُسی قدر ہمارے نزدیک یہہ امر محال عقلی نظر آتا ہے کہ جب خدا میں نہ شخصیت اور نہ صفات ہیں تو وہ اپنی ذات و صفات کا اظہار کیونکر کرسکتا ہے اگر یہہ کہو کہ بہت چیزیں ہیں جن میں شخصیت و صفات نہیں ہیں۔ تاہم اُن کی ذات کا اظہار ہوتا ہے مثلاً غیر ذی روح اشیا۔ مگر غیر ذی روح اشیا میں اگرچہ شخصیت نہیں ہوتی تاہم صفات تو ہوتی ہیں اور وہی اُن کی مظہر ذات ہیں اور اس قسم کا مظہر ہمیشہ بے بدل رہتا ہے اُس میں نہ ترقی ہوتی ہے نہ تنزل تاوقتیکہ ذات میں تبدیلی واقع نہ ہو کیونکہ شخصیت نہونے سے متحرک بالارادہ نہیں ہوسکتا جس سے تنزل سے ترقی اور ترقی سے تنزل کیطرف میں کرسکے تو پھر اس دنیا کو اگر ہم مظہر مانیں تو چاہئے کہ غیر ذی روح اشیا کی مانند اس میں ترقی و تنزل کبھی واقع نہو۔ حالانکہ سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ کبھی اِس ایشر میں مایا لگ جاتی ہے اور کبھی وہ مایا سے رہت ہو جاتا ہے دیعنے جدا ہوجاتا ہی) اور اس سے تو خدا شخص متحرک بالارادہ نظر آتا ہے اور یہہ ایک اور نقیض اس میں ماننی پڑتی ہے۔



(۲) ایک اور دقت یہہ نظر آتی ہی کہ جب سب کچھ مایا ہی تو پھر دکھ سکھ کس لئے ہوگا اور کس کو ہوگا۔ کیا ایشر آپ ہی دکھ سکھ کا بھوگی ہی اور نیکی و بدی کیا چیز ہی اور نیکی کو عمل میں لانا اور بدی کو ترک کرنا کس لئے ضرور مانا جائے۔ کیونکہ سب کچھ تو مایا یعنے دھوکہ ہی اور ہمارے اعمال اور ہستیاں سب دھوکہ ہیں۔ اور پھر معلوم نہیں کہ سوامی صاحب یہہ کیوں فرماتے ہیں کہ ”اس غلامی سے آدمی اُس وقت رہائی پا سکتا ہی جب خدا اپنا رحم کرے اور خدا رحم اُس پر کرتا ہی جو پاک ہیں چنانچہ پاکیزگی رحم کرنے کی شرط ہی“۔ اور پھر جب ساری روحیں مایا ہیں تو پھر اُن کا کمال کی طرف ترقی کرنا اور آخر کو بنّا اور مطلق ہو کر برہمہ کے ساتھ لین ہونا کیا مطلب رکھتا ہی۔ یہہ ایک اور نقیض نظر آتی ہی ٭

ہمارے پاس رسالہ ”مسیح کا زندگی نامہ یعنی تواریخ مسیح حصہ دویم

مصنفہ ریورنڈ بابا پدمنجی صاحب و مترجمہ مولوی حسام الدین صاحب اڈیٹر کشف الحقائق بمبئی“ کا برائے ریویو بھیجا گیا اس رسالہ میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے اصطباغ سے اُس کا کام صوبہ گلیل میں شروع ہونے تک کا تذکرہ مندرج ہی۔ اس میں ۹۳ صفحہ اور ۱۳ فصلیں ہیں پہلی فصل میں یوحنا اصطباغی کی مختصر سوانح عمری اور اُن کی طرز زندگی کے حالات اور نیز اُس او جاڑ بیابان کی نسبت جس میں حضرت نے ابتدا کو اپنا مسکن اختیار کیا تھا چند سطروں میں جیاگرفیکل حالات قلمبند کئے ہیں۔ پھر آپ کا وعظ اور آپ کی گواہی ہمارے ربّنا یسوع مسیح کی نسبت اور اسی ضمن میں یہودیوں کی سینڈرم کی نسبت آپ ایک فقرہ میں اُن کی طبیعت اور مزاج کا فوٹو یوں بیان کرتے ہیں کہ ”اُس کے ممبر کریلے اور نیم چڑھے تھے“۔ اس کے بعد دوسری فصل سے آخر تک ہمارے خداوند کے حالات زندگی بالترتیب تحریر کرکے ہر ایک موقعہ کی نسبت کچھ کچھ مختصر تواریخی و جیاگرفیکل حالات اور دستورات وغیرہ بیان کرتے گئے ہیں۔ کہیں کہیں معترضوں کے سامنے جوابی ریمارکس پیش کئے ہیں۔ ہمارے خداوند کے یوحنا سے اصطباغ پانے کے موقعہ پر ایک عالم کا خیال پیش کیا ہی جس کو ہمارا ارادہ تھا کہ ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے مگر افسوس کہ وہ رسالہ کھو گیا اور اس وجہہ سے اقتباس نہیں کر سکتے۔ ایک اور موقعہ پر لایق مترجم نے اپنی جانب سے ہمارے خداوند کے ایک مفلوج کے چنگا کرنے اور یہودیوں کے اس اعتراض پر کہ اُس نے سبت کو توڑ دیا یہودیوں کی حالت پر ایک دلچسپ فقرہ لکھا ہی۔ چنانچہ وہ فقرہ مندرجہ ذیل ہی کہ ”یہودیوں کی حالت مثل اُس کڑی کے تھی جو اپنی تاروں سے خوشنما اور خوشبودار پھولوں کو ڈھانپ دیتی ہی“ ہمارے خیال میں یہہ کتاب مسیحیوں اور غیر قوموں کے مطالعہ کے لایق ہی۔ اور خصوص منادوں کو اس قسم کی کتابیں پڑھنا نہایت مفید ہیں۔ اگر ہمارے دیسی مسیحیوں میں سے اس مضمون کے متعلق اور صاحب بھی لکھیں تو ایسی تصنیفات مسیحیوں اور دیگر اقوام کے لئے نہایت مفید ہونگی۔ کیونکہ ہم کو اور ہمارے ملک کو نہ فلسفہ بلکہ زندگی بخش مسیح کے فوٹو کی ضرورت ہی۔ ترجمہ نہایت ہی اعلی درجہ کی اُردو میں کیا گیا ہی اور اگر اُس کو اُردو لٹریچر کی اعلی درجہ کی درسی کتابوں کی فہرست میں داخل کریں تو کسی طرح کا مبالغہ نہوگا۔ رسالہ و نیز سپید کاغذ پر صاف اور خوشخط حروف میں طبع کیا گیا ہی۔ اغلب ہی کہ یہہ رسالہ بمبئی ٹرکٹ سوسایٹی سے مل سکتا ہی ٭

ذات پات کے بُرے نتایج

ایک صاحب ذات پات کی نسبت کہتے ہیں۔

(۱) اس سے نفاق اور جھگڑا بڑھ گیا ہی۔ (۲) اس سے دستکاری اعلی پیشہ اس ملک میں حقیر جانا جاتا ہی۔ (۳) اس سے اندرونی اور بیرونی تجارت رُک گئی ہی۔ (۴) شادی کی جگہوں کو محدود کر دینے سے جسم میں لاغری آگئی ہی۔ (۵) اس سے ہر ایک ملک میں لوگ کرکے تفقیر جگہیں وغیرہ

مراسلات

خراج ہند

رسول پولوس کا قول ہی جس کو جو کچھ دینا مناسب ہی دو۔ جس کو خراج دینا ہی خراج دو۔ جس کو محصول دینا ہی محصول دو جس سے ڈرنا چاہئے ڈرو۔ جس کی عزت کرنی چاہئے اُس کی عزت کرو ٭

خراج اور محصول کے ضروری مضمون پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ لوگوں کو اس بارہ میں دبی ہوئی زبان سے کچھ کلام ہی۔ ایک خیال پھیلا ہوا ہی کہ گذشتہ زمانہ میں بہ نسبت موجودہ زمانہ کے خراج کم لیا جاتا تھا۔ ہم اس معاملہ کی تحقیقات کرکے دیکھتے ہیں کہ یہہ بات کہاں تک صحیح ہی۔ بیشک میں امن و امان کے زمانہ کا تذکرہ کرونگا۔ اور وہ بہت کم ہوئے ہیں۔ مرہٹہ گردی اور اندرونی لڑائیوں میں تو یہاں یہہ مثل صادق آتی تھی کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔

قدیم زمانہ سے گورنمنٹ کے بڑی آمدنی کا بڑا ذریعہ زمین کا معاملہ رہا ہی۔ برٹش گورنمنٹ سے زمانہ میں ملک کے مختلف حصوں میں مختلف طریقوں میں یہہ ٹکس جمع ہوتا رہا ہی۔ کبھی طریقہ زمینداری مستعمل رہا ہی۔ اس طریقہ میں گورنمنٹ زمیندار سے ایک اقرار نامہ لیا کرتی تھی اور زمیندار رعیت سے آپ اپنا انتظام کر لیتا تھا۔ ایک دیہاتی طریقہ ہوا کرتا تھا اس میں گانوں کے نمبردار سے تمام قابل زراعت زمین کا ایک اقرار نامہ لیا جاتا تھا اور وہ ہر ایک آسامی سے خود اپنا بندوبست کر لیتا تھا۔ رعیتانہ طریقہ بھی مروج تھا جس میں ہر ایک رعیت سے علیحدہ علیحدہ طور پر کارروائی

کی جاتی تھی۔ میں اس مضمون کی جزئیات کا ذکر نہیں کرونگا۔ بلکہ سر ٹیورسی رگھوناتھ کی کتاب یادداشت ترقی مدراس پریسیڈنسی درچہل سال گذشتہ میں جو کچھ رعیتانہ طریقہ کے بارہ میں لکھا ہو اُسی پر کفایت کرونگا۔ وہ بیان کرتا ہو کہ موجودہ حالت میں کُل پیداوار کے لئے پانی والی زمین پر ۱/۴ اور ۱/۵ کے درمیان ٹکس کا نرخ مقرر ہو اور خشک زمین پر ۱/۴ اور ۱/۲ کے درمیان۔ اور ادنیٰ قسم کے اضلاع میں اس سے بھی کم لیا جاتا ہو۔

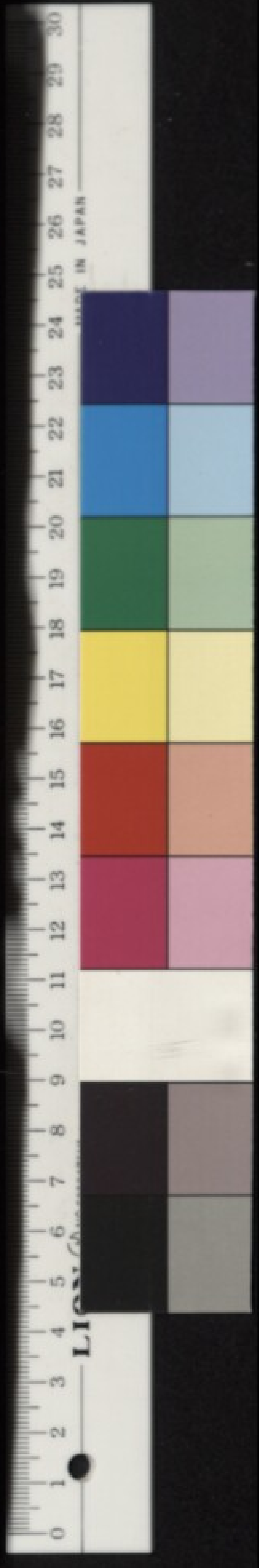
اب ہم اس کا پچھلے زمانہ کے ساتھ جسے لوگ بہت قدر پیٹتے ہیں مقابلہ کر دکھلاتے ہیں مصنف کہتا ہو کہ اسبات کا پورا پورا ثبوت اور شہادت موجود ہو کہ اہل ہنود اور اہل اسلام دونوں سلطنتوں میں زمین کا ٹکس کُل پیداوار کا نصف لیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر برنیل نے لکھا ہو کہ تنجور کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ گیارہویں صدی کے چولہ خاندان کے راجا جو اُن کے اہل ملک تھے نصف پیداوار کے قریب لیا کرتے تھے۔ شاہان اسلام نے اس سے بھی زیادہ لیا۔ اکبر بہت عادل تھا اور اگرچہ اُس نے یہہ اصول قایم کر دیا تھا کہ رعیت کے لیے صرف خوراک جسم و جان کے قایم رکھنے کے لئے کافی ہو باقی جو کچھ بچے زمین کا ٹکس ہو اور خزانہ میں داخل ہونا چاہئے لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اُس نے قیمت پیداوار کا تیسرا حصہ لیا۔ اُس کے جانشینوں نے جو کچھ اُس نے موقوف کر دیا تھا پھر مقرر کر دیا اور اُن کے ماتحت حکام جہاں تک لے سکتے تھے لیتے رہے آپ حیران ہو جاینگے گر میں آپ سے اُس حیرت بخش طریقہ کا ذکر کروں جو راجگان خاندان چولہ کے زمانہ میں مروج تھا اور جس کا ذکر تنجور کے بڑے کتبہ پر لکھا ہوا ہو یہی کہدینا کافی ہو کہ ایک گانوں کا ٹکس نمبردار کے سر پر ڈالدیا جاتا تھا اور وہ اس محصول کو رعایا پر اس طرح تقسیم کرتا تھا جس میں ہر طرح کے جعل و فریب کے ہونیکا یقین تھا۔ موجودہ گورنمنٹ کا کیا طریقہ ہی؟ ایسا طریقہ کہ جس میں ہر فرد رعیت کا فائدہ ہو۔ مسٹر سیول صاحب لکھتے ہیں کہ ہر ایک رعیت کے پاس کاغذ موجود ہو جس سے اُس کو معلوم ہو جاتا ہو کہ کس قدر محصول زمین ادا کرنا چاہئے پہلے زمانہ میں پیمایش بھی عجیب حیرت بخش تھی۔ لیکن اب اسکے بجائے پیمایش نہایت صاف ہو یعنے ہر ایک گانوں کی نسبت یوں ہو۔ جمع اس قدر ایکڑ تشخیص اس قدر روپیہ کی۔ شاملات زمین اس قدر نفی کی گئی جس کی تشخیص اس قدر قابل محصول اس قدر ایکڑ اسقدر تشخیص۔ ہمارا ایکڑ ایک مقررہ پیمانہ ہو اور افسران دہ کے پاس جریب موجود ہیں جس سے کوئی غلطی نہیں ہوتی۔

ناظرین آپ ہی انصاف کیجئے کہ رعیت کی خوش حالی اور تسلی کے واسطے کونسا طریقہ بہتر ہو؟ اس وقت تک ہم نے رعیتانہ طریقہ کا ذکر کیا ہو÷

بلحاظ تمام ہندوستان کے سر جان سٹریچی ایک تجربہ کار اہلکار جو ایک دفعہ ممالک مغربی شمالی کا لفٹنٹ گورنر بھی رہ چکا ہو یوں لکھتا ہو کہ جہاں تک ہمکو معلوم ہو ہندوستان میں کوئی سلطنت ایسی نہیں ہوئی کہ جس نے زمین کا ٹکس اس قدر کم لیا ہو جتنا ہم لیتے ہیں۔ اور یہہ بات ہندوستان کے ہر ضلع کے لئے صادق آتی ہو۔ بقول مسٹر ٹامسن تمام گذشتہ سلطنتیں اور دیسی ریاستیں جہاں تک لوگوں میں دینے کی قابلیت تھی زور و وصول کرتی رہیں۔ اس کارروائی کا مقابلہ ہمارے طریق وصول کے ساتھ کر کر دیکھو کہ پیداوار زمین کا تمام یا بڑا حصہ وصول کر لینے کے بجائے ایک مقررہ حصہ سے زیادہ نہیں لیتے جس کا اوسط نرخ کُل پیداوار کی نسبت تین فیصدی سے آٹھ فیصدی تک ہوتا ہو۔ پنجاب میں وہ زرخیز زمین جو نہر سے سیراب ہوتی ہو اور جس کا سکھ گورنمنٹ پچاس فیصدی ٹکس وصول کرتی ہم ستر فیصدی لیتے ہیں۔ بمبئی میں نہایت زرخیز زمین کا ٹکس سولہ فیصدی لیا جاتا ہو÷

برٹش گورنمنٹ کی پالیسی گذشتہ سلطنتوں سے بالکل مختلف ہو وہ ہمیشہ زمین کو ریاست کی ملکیت سمجھتی تھیں لیکن برٹش گورنمنٹ رعیت کو زمین کا مالک سمجھتی ہو۔ حقیقت یہہ ہو کہ جب تک رعیت باضابطہ ٹکس ادا کرے اُسے فروخت کر سکتی ہو جسے چاہے دیسکتی ہو۔ سر جان سٹریچی کا قول ہو کہ کاشتکار ہر جگہہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو مزارعہ موروثی ہوتے ہیں جو مقررہ ٹکس ادا کرتے رہتے ہیں اور اُن کو مالک زمین نہیں نکال سکتا مگر ٹکس نہ دینے پر عدالت سے ڈگری حاصل کر کر نکال سکتا ہو اور بغیر ڈگری زیادہ محصول بھی وصول نہیں کر سکتا۔ اس قسم کے کاشتکار اُن لوگوں سے جنہیں یہہ حقوق حاصل نہیں ہیں بہت بڑھکر ہیں۔ کمشنر قحط ہند کہتا ہو کہ جب کبھی تحقیقات کی گئی تو یہہ ثابت ہوا ہو کہ مزارعان موروثی بہت خوشحال رہتے ہیں۔ اُن کے پاس مویشی بھی زیادہ ہوتے ہیں مکانات بھی اچھے ہوتے ہیں۔ کپڑے بھی اچھے ہوتے ہیں اور اُن کے پاس زمین بھی زیادہ ہوتی ہو۔

دوسری قسم غیر موروثی مزارعان کی ہو اُن کے حقوق بہت کم ہوتے ہیں شروع سال میں جب چاہیں اُن کو ہٹا سکتے ہیں اور مالک زمین جسقدر چاہے ٹکس لے سکتا ہو۔ اگر کوئی کاشتکار اس بات پر غور کرے کہ پہلے اُسے کیا دینا پڑتا تھا۔ اُن زمانوں میں بھی جو نہایت امن و امان کے زمانے تھے اور اچھے سمجھے جاتے تھے اور اب کیا دینا پڑتا ہو ہمیں یقین ہو کہ اُسے معلوم ہو جایگا کہ اب وہ نہایت اچھی حالت میں ہو بہ نسبت اس کے کہ کسی اور گورنمنٹ کی ماتحتی میں ہو سکتا اور اگر اُس کی سمجھ میں نہ آوے تو ذیل کے ہندسے کسی دوسرے سے پوچھ لے۔ میں یہاں ایک شخص کی رائے درج کرتا ہوں جس نے اِس مضمون کو بخوبی مطالعہ کیا ہی۔ شاہان مغل صرف زمین سے اُنیس لاکھ ۱۹۰۰۰۰۰ سے کر تینتالیس لاکھ ۴۳۰۰۰۰۰ پونڈ تک وصول کرتے تھے۔ موجودہ زمانہ میں زمین کی آمدنی چوبیس لاکھ ہو۔ برٹش گورنمنٹ ۱/۳ کے بجائے ۱/۲ لیتی ہو۔ اگر مغلوں کی طرح ۱/۳ لیتی تو ۸۰ لاکھ ہوتے÷ محصول زمین کے علاوہ کاشتکاروں کو شاید ہی کچھ



محصول کے طور پر دینا پڑتا ہے۔ محصول نمک چار آنہ سال کے قریب دینا پڑتا ہے۔ اگر انسان اعتدال کے طریقہ پر رہے۔ نشہ بازی سے بچا رہے ہمسایوں سے جھگڑا کرتا نہ پھرے۔ اور اُس غریبانہ طریقہ پر بسر کرے جس طرح اُس کے اباؤ اجداد بسر کرتے تھے اور اِدھر اُدھر سے چیزیں خریدتا نہ پھرے تو کسی اور بات کا محصول ادا نہیں کرنا پڑتا +

دولت مند سوداگروں بنیوں دوکانداروں کو پہلے کچھ نہیں دینا پڑتا تھا مگر یہہ بات اچھی نہتی لہذا یہہ سوچکر کہ ان سے بھی کچھ وصول ہونا چاہئے۔ تھوڑے عرصہ سے انکم ٹکس لگا دیا گیا ہے جس میں سالانہ آمدنی کے لحاظ سے کچھ فیصدی دینا پڑتا ہے۔ یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ ٹکس انگریزی افسروں اور سوداگروں سے بھی ویسا ہی لیا جاتا ہے جیسا ہندو اور مسلمانوں سے + کیا کوئی ہندو یا مسلمان سلطنت ایسا منصفانہ اور غیر متعصبانہ کام کرتی ؟ کاشتکاروں سے یہہ محصول نہیں لیا جاتا۔ دو سو ستاسی لاکھ باشندگان ہندوستان میں سے اس کا اثر فقط چار سو چھپن ہزار باشندگان سے زیادہ پر نہیں پڑتا۔ اگر تم کبھی یہہ سنو کہ یہہ نادرست ہے تو محض اُن تعلیم یافتہ لوگوں سے سنو گے جو اپنے خیالات کو فوراً ظاہر کر دیتے ہیں اور غالباً ٹکس ادا کرنے والوں میں سے ہو گا +

اب میں اس ہلکے سے ٹکس کا خالص ہندو گورنمنٹ سے مقابلہ کر کے دکھاؤنگا۔ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ میں مسٹر سیول کے لکچر سے ایک مثال پیش کروں جس کا ابھی اشارہ کیا گیا ہے۔ اُس نے جنوبی ہند کی ریاست چولہ کی مثال پیش کی ہے جو مسیح سے دو سو پچاس برس پہلے موجود تھی اور جس کو بعد ازاں اہل اسلام نے فتح کر لیا تھا۔ اسکا دار الخلافہ تنجور تھا اور تنجور کے بڑے مندر پر بہت سے کتبے وغیرہ پڑے ہوئے ہیں جس میں سرکاری حقوق و محصول وغیرہ کا تذکرہ ہے اور جس کا ترجمہ ڈاکٹر ہلتزنے کیا ہے۔ اس میں ایک فہرست اُن ٹکسوں کی درج ہے جو گاؤں کے باشندے گیارہ صدی میں سے لئے جاتے تھے۔ ۔۔ تمام اقسام کی آمدنی سے محصول روپیہ کے۔ گاؤں کے چوکیدار کا محصول۔ گاؤں کے محاسب کا محصول کاتک کے کچے میووں کا محصول۔ جھولے کا محصول۔ تیل کا محصول۔ سوداگری۔ سنار۔ حیوانات۔ تالاب۔ نالے۔ اوزان۔ دکان۔ نمک۔ ہاتھی گھوڑوں کے اصطبل کا محصول" اگر ہندو سلطنت میں اس قدر محصول لیا جاتا تھا تو مسلمان سلطنت میں کیا حال ہو گا ؟

میں ہندوستان کے اُسی حصہ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک فرانسیسی سیاح خصوصاً کدآپا کا تذکرہ کرتا ہوا کہتا ہے۔ تمکو ہندوستان میں اضلاع جنگل کے مانند نظر آئینگے جہاں کہ حکام کے جور و جفا سے کاشتکار بھاگ نکلے۔ معزز شنری شورٹس جس کو لوگ بہت پیار کرتے تھے اور حیدر علی بھی بہت عزت کرتا تھا تنجور کے لوگوں کی نسبت لکھتا ہے جو اس وقت نواب کرناٹک کے ماتحت تھے کہ یہہ لوگ اس قدر تکلیف میں تھے کہ نواب کے علاقہ میں رہنے سے حیدر علی کے حملہ کو بہتر سمجھتے تھے۔ یہہ بات تسلیم کیجائیگی کہ بعد کی اسلامی سلطنیں چولہ سلطنت سے کسی حالت میں بہتر نہ تھی اور اس وقت کا محصول اُس کے مقابلہ میں کس شمار میں ہے + اگر منصف گورنمنٹ کے زیر سایہ کچھ تکلیف بھی برداشت کرنا پڑے تو بھی ایسے پچھلے زمانہ سے بہت بہتر ہے جو عملی طور پر اس سے ہزاروں درجہ بدتر تھا جو اُس وقت تک میں کلیتاً تمام ہندوستان کی نسبت کہتا تھا اب میں اُن محصول قصبات کا ذکر کرتا ہوں جہاں میونسپلٹی ہے۔ یہاں چند معزز لوگ انتخاب کرلئے جاتے ہیں۔ جو ضروریات پر غور کرتے ہیں اور کچھ روپیہ اس غرض سے جمع کرتے ہیں کہ جس سے گلی کوچے اور سڑکیں صاف رہ سکیں اور مکانات باترتیب رہیں ایسی کمیٹیاں رفاہ عام کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ تکلیفوں اور بیماریوں سے بچانے کا بندوبست رکھیں۔ جو کچھ ہم نے دیکھا اُس سے ہم یہہ خیال کرتے ہیں اور یہہ منصفانہ طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان کے لوگ پر دہ زمین پر نہایت کم ٹکس دینے والے ہیں +

اب میں ہندوستان کی تجارت کا ذکر کرتا ہوں۔ تجارت کی ترقی یا تنزل ملکی حالت کو دکھلانے کے لئے ایک آئینہ ہے۔ زمانہ سلف میں پلیسٹائن اور یورپ میں ہندوستان کی چیزیں جاتی تھیں لیکن یہہ معلوم نہیں ہوتی کہ اُس کے بعد کے زمانہ میں بھی کس درجہ تک سوداگری ہوتی تھی۔ پچھلے چند سالوں میں بیرونی تجارت بہت بڑھ گئی۔ جان سٹریچی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی بیرونی تجارت گذشتہ سالوں میں بہت بڑھ گئی اور اُس کے سبب سے ملک بھی بہت دولتمند ہو گیا وہ کہتا ہے (یہہ مضمون ۱۸۸۰ میں لکھا ہے) کہ گذشتہ دس سالوں میں ہندوستان نے تجارت میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ دنیا بھر میں کسی اور ملک نے نہیں کی۔

۱۸۴۰ء کل بحری تجارت دو سو لاکھ پونڈ کی تھی ۱۸۵۸ء پانچ سو پچاس لاکھ کی تھی ۱۸۷۶ء میں ایک ہزار ایکسو چودہ لاکھ تھی ۱۸۹۶ء ایکہزار ایکسو تریسٹھ لاکھ سے زیادہ اور ۱۸۹۵ء داخل تجارت سات سو نوے لاکھ اور خارج ایکہزار ایک سو سولہ +

اب ہمیں خیال کرنا چاہئے کہ اِن تمام باتوں کے کیا معنی ہیں بہتیرے لوگ ایسا کہتے ہیں کہ انگلستان ہندوستان کی دولت کو کھینچ رہا ہے۔ یہہ بات سچ نہیں ہے۔ بیرونی تجارت کی ترقی سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگ روز بروز دولتمند ہوتے چلے جاتے ہیں زیادہ لوگ کاشتکار ہیں۔ یہہ سادہ مزاج لوگ ہیں بہت کم ضروریات رکھتے ہیں۔ جو چیزیں ان کے ملک میں دستیاب ہو سکتی ہیں اُن کے علاوہ شاید ہی کسی چیز کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کچھ بچا لیتے ہیں تو اُس سے زیور وغیرہ بنا لیتے ہیں اسبات پر غور کر کے ہمیں سوچنا چاہئے کہ ۱۸۹۶ء سے پچھلے پانچ سال میں بیس لاکھ پونڈ کا سونا باہر سے ہندوستان میں آیا۔ ۱۸۹۵-۹۶ء میں ۱۷۵۶۲۸۰۰ سے بھی زیادہ کا آیا۔ سونے کے سکے نہیں بنائے جاتے ہیں زیادہ تر

زیورات کے بنانے میں خرچ ہوا اور روپیہ دولتمندی اور خوش حالی کا بڑا بھاری ثبوت ہے +

تمہاری محبت مسیح کیلئے ہو

خداوند مسیح نے ہمیں ایکدوسرے سے محبت کرنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور ہر ایک کو محبت کا ایک مہر کردہ خزانہ عطا کیا ہے۔ جو کہ یا تو ہمیشہ بند رہتا ہے اور رفتہ رفتہ خشک ہو کر ضایع ہو جاتا ہے یا کھولکر انڈیلا جاتا ہے اور نت ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ جس قدر محبت زیادہ کی جاتی ہے اُسی قدر وہ بڑہتی جاتی ہے لیکن جبکہ پاک روح مسیح کی محبت ظاہر کرتی ہے اور خدا کی محبت ہمارے دلوں میں پیوست کرتی ہے تو یہہ ذاتی محبت ایک نئے پیرایہ میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہر ایک شے نئے رنگ میں دکھائی دینے لگتی ہے مثلاً پاکیزگی۔ خوبصورتی اور جلال کو دیکھ کر گناہگاری نالایقی اور نفسی یا ذاتی ہے وغیرہ اُس کی محبت لازوال ہے۔ پس اُس کی مرضی یہہ نہیں ہے کہ ہم اُس سے گریز کریں بلکہ اُس سے تازہ دم ہوں۔ وہ فرماتا ہے کہ تم مدت تک میرے ساتھ رہو گے اور میں تمہارے ساتھ +

اُس کی محبت مجذب نہیں ہے بلکہ انعکاس روشنی ہے جس قدر زیادہ ہم اُس کو پیار کرینگے اُسی قدر ہم ایکدوسرے کو پیار کرینگے۔ یہی وجہہ ہے کہ بعض واعظ اس امر میں کامیاب نہیں ہوتے ہیں خود اُن میں محبت نہیں ہوتی صرف لفظوں کی محبت ہوتی ہے اگر اُن میں محبت ہوتی جیسا کہ ظاہر کرتے تو اُن کا کلام موثر ہوتا۔

بعضوں میں ذاتی محبت بہت کم پائی جاتی ہے لیکن اگر وہ چاہیں تو مسیح کے ذریعہ سے اُن کی محبت بڑہ سکتی ہے +

اگر مسیحیوں میں محبت نہو تو صاف ظاہر ہے کہ مسیح کی محبت اُن میں نہیں آئی۔ کلیساؤں میں اکثر نااتفاقی رہتی ہے اور شکایتیں بھی بالا حاکموں تک پہنچتی ہیں۔ کیوں۔ اِس لئے کہ مسیح کی محبت کو ہر طرف کر کے خود غرضی۔ مغروری۔ ریاکاری۔ کینہ اور بدخواہی کو اپنا اصول بناتے ہیں۔ مسیح فرماتا ہے۔ مبارک وے جو دل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کے وارث ہوں گے +

ایک شخص کا خیال ہے کہ عیسائیوں کو صبح و شام سلام کے لئے میرے گھر آنا چاہیے اور خوشامد کرنی چاہیے تب میں جماعت سے خوش ہوں ورنہ . . . .

ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ یہہ خیال محبت نہونے سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر محبت ہو تو ہر ایک خوشی سے سلام کرے اور عزت دے لیکن جہاں مغروری ہے وہاں بیعزتی ہے تکبر عزازیل را خوار کرد۔ ایسے خیال کے لوگوں میں محبت کا چشمہ خشک ہوتا ہے اگر وہ صدق دل سے مسیح کے پاس آویں تو تازہ ہو جاویں اور ملایم اور روحی دمار زیادہ اُن کے دل کو صاف کرے +

مسیح کی محبت سے بڑہ کر کوئی اور دوسری محبت نہیں ہو سکتی یہہ اُس کی محبت کی کشش ہے جو ہر ایک کو اُس کی طرف کھینچتی ہے +

الراقم

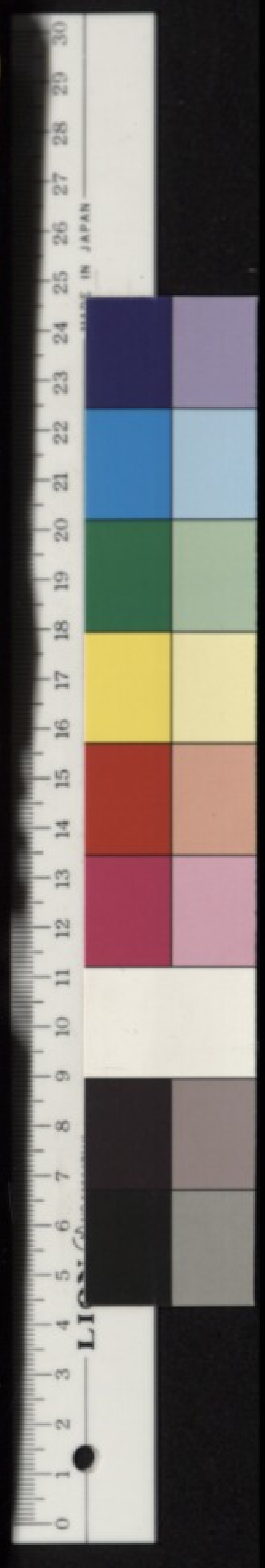
اے۔ پی ٹو

ایک چینی اشتہار

شمالی چین صوبہ چیلی کے شہر پاؤ تنگفو کے ایک چینی گورنر کے اشتہار کا جو "مسیحی کلیسیا کی محافظت کا اشتہار" کہلاتا ہے ترجمہ ہم تک پہنچا ہے۔ اشتہار مذکور مسیحی کلیسیا کی محافظت کی غرض سے اجرا ہوا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے +

حاکم مذکور لوگوں کے خیال کو اُس عہد و پیمان کی طرف مایل کرتے ہیں جو مابین چین اور دیگر مغربی اقوام قرار پایا تھا جس کی رو سے چین پر تجاروں اور پادریوں کی محافظت کرنی واجب ٹھہرتی ہے اور وے کہتے ہیں کہ اس فرض کی نسبت عدم توجہی ظاہر کرنے سے اِس ملک کا نقصان یقینی ہے اُن کی رائے میں یہہ فساد جو وقت بوقت پادریوں کے خلاف ہوا کرتے ہیں جو ہزاروں میل سفر طے کر کے لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنے کی غرض سے آتے ہیں اُس کا سبب یہہ ہے کہ لوگ اُن کے کام و غرض سے واقفیت نہیں رکھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں "میری رائے میں پادریوں پر ان ہنگاموں اور فسادوں کا سبب یہہ نہیں کہ اہل چین مسیحیوں سے ذاتی دشمنی رکھتے ہیں پر حقیقت یہہ ہے کہ لوگ اُن کی غرض سے ناواقف ہو کر بدلوگوں سے اُبھارے جاتے ہیں کہ ایسے فساد برپا کریں۔ پس میں اُن کے مذہب کا بیان تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں تاکہ تم اُن کی غرض سے خوب واقف ہو جاؤ۔ گو رومی یونانی و پروٹسٹنٹ کلیسیا تین نام میں تین مختلف فرق ہیں پر وے حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ وہ ایک ہی خدا کی پرستش کرتے اُن کی مقدس کتاب یعنے نیا اور پرانا عہدنامہ ایک ہی ہے اُن کی خیرات کے کام یعنے یتیم خانے غریب خانے شفاخانے وغیرہ ایک ہی ہیں۔ یہہ کلیسیائیں صرف رسوم میں ایک دوسرے سے علیحدگی رکھتی ہیں۔ امریکہ اور یورپ میں انہیں تین کلیسیاؤں کا زور ہے۔ اٹلی۔ آسٹریا۔ فرانس۔ بیلجیم پرتگال اور سپین میں رومن کیتھلک کلیسیا کی حکومت ہے لیکن انہیں پروٹسٹنٹ بھی پائے جاتے ہیں جرمنی۔ انگلینڈ۔ یونائیٹڈ سٹیٹس۔ ڈنمارک۔ ہالنڈ۔ سویڈن اور ناروے میں پروٹسٹنٹ کلیسیائیں پھیلی ہوئی ہیں گو اُن میں رومن کیتھلک بھی پائے جاتے ہیں۔ روس اور یونان میں یونانی کلیسیا مروج ہے۔ ان کلیسیاؤں میں باہمی شرکت ہو سکتی ہے یعنے ایک کلیسیا کا شریک دوسرے میں دخل پا سکتا ہے ان میں باہمی اُلفت ہوتی اور آپس میں اختلاف کا بہت ہی کم دخل ہوتا ہے +

ہر طرف ہزاروں کوس اور کروڑوں انسان بادشاہ اور رعیت اعلےٰ اور ادنےٰ اس مذہب کے قایل ہیں۔ سب ملکوں میں شادی و غمی اور دیگر ضروری رسوم گرجاگھروں میں ادا کئے جاتے ہیں اس سبب سے ہر ملک والوں میں کلیسیا و پادری کی توقیر و عزت کی جاتی ہے۔ یہہ مذہب ہر طرف ۱۰۰ برس سے پھیلتا اور بڑہتا





رہتا ہے کلیسیا کا خرچ نیک لوگ خود خوشی سے نذر کرتے یا شاہی خزانے سے دستیاب ہوتا ہے۔ اس مذہب کے خدمت گذاروں سے نیک چلنی و کافی علم طلب کیا جاتا ہے اور کوئی اس خدمت میں بغیر واجبی جانچ کے داخل نہیں ہوتا۔ جو لوگ چین کو آتے ہیں کلیسیا سے بھیجے جاتے ہیں۔ وہ ہرگز سرکار کے حکم سے نہیں آتے۔ اُن کی دوسری کوئی غرض نہیں صرف یسوع مسیح کے آخری حکم کی تکمیل کی غرض سے ہر جگہ جاتے ہیں۔ جو اس مذہب میں شریک ہوتے ہیں اُن پر فرض ٹھہرتا ہے کہ ہر کہیں کلیسیا کے پھیلانے کی کوشش کریں اور یوں اپنے ایمان و پیار کی صداقت کا پورا اظہار کریں جس کے بغیر اُن کی شرکت کامل نہیں ہو سکتی ہے۔ اس سبب سے پادری لوگ نہ صرف یورپ و امریکہ میں جان فشانی سے محنت کرتے بلکہ براعظم ایشیا و آسٹریلیا میں بھی پھیل رہے ہیں۔ اسی سبب سے وہ دور دراز سفر خطرہ و خرچ کو خیال میں نہ لا کر چین کو بھی آئے ہیں۔ ایک لحظہ غور کرنے سے تم پر اُن کی حقیقی نیت کا بھید ظاہر ہو جائیگا۔ جھوٹھی افواہیں جو اُن کی نسبت مشہور ہیں اگر اُن میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو وہ کیونکر ایسی دور دور جگہوں میں اور ایسے دراز زمانے تک مسیحی مذہب جاری رکھ سکتے؟ اور کیونکر ایسی کثیر گروہ کو اپنے مذہب کا پیرو بنا سکتے؟ پس جبکہ صاف ظاہر ہے کہ اس مذہب کی منادی صرف چین ہی میں نہیں کی جاتی اور کہ پادری لوگ کسی ایک ملک سے نہیں بھیجے جاتے بلکہ اُن کی عزت عالمگیر ہے تو آئندہ اُن کی نسبت جو جھوٹھی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں اُن کو دل میں جگہ دینا نہ چاہئے بلکہ اُن کے سننے سے بھی کان کو باز رکھنا چاہئے +

جو شاہی فرمان عالی جناب شاہنشاہ کوانگسو سے مشتہر کیا گیا تھا اُس میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ مغربی اقوام کی منشا آدمیوں کو نیک زندگی گذارنے کی ترغیب دلانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے پس اُن میں صلح و سلامتی کا رشتہ قطع نہ ہونا چاہئے صوبجات فوکیں، چیکیانگ، زکوین میں ہنگامہ و فساد ہونے کے بعد جو فرمان جاری ہوا اُس میں مفسدوں کو گرفتار کرنے اور کلیسیا کی خاص محافظت کا حکم ہے لیکن ہنگاموں کو فرو کرنے کی بہ نسبت اُن کو روکنا ہی بہتر ہے۔ اس لئے وقت امان میں یہہ اشتہار جس میں مسیحیوں کی غرض صاف طور سے سمجھا دی گئی ہے جاری کیا جاتا ہے۔ اہل چین اور مسیحیوں کی باہمی نزاع کو دور کرنے کے لئے مسیحی مذہب کی غرض کا پیشتر سے صاف بیان کر دینا بہتر ہے +

پس میں یہہ اشتہار رعیت و سپاہ سب کے لئے جو میرے زیر حکومت ہیں جاری کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے تم لوگ اچھی طور سے سمجھ لو کہ مغرب کے پادریوں کی صرف یہی کوشش ہے کہ لوگ نیک زندگی بسر کریں۔ پس ہماری قوم کے لوگوں پر فرض ہے کہ اُن کی ایسی ہی خیر خواہی کریں جیسا اپنے لوگوں کی اور ہرگز اُن کی نسبت جھوٹھی افواہوں کو نہ سنیں۔ یوں آئندہ جھگڑے موقوف ہونگے اور ہماری سرکار پر بھی بدنامی کا داغ نہ لگے گا۔ جن جگہوں میں یہہ اشتہار نہ پہنچے وہاں تم لوگ ایک دوسرے کو اُس کی خبر دو تاکہ ہر ایک اس سے واقف ہو جائے اور اگر کوئی شریر اشخاص جھوٹھی افواہیں اوڑا دیں لوگوں کو ورغلا دیں اور ہنگاموں کو برپا کریں تو اُن کو معلوم ہووے کہ سرکار اُن کی سرکوبی کے لئے مستعد ہے اور اُن کو گرفتار کرنا اور سزا دینا ضرور بالضرور میرا فرض ٹھہریگا اور ہرگز اُن کے ساتھ رحم نہ دکھایا جاویگا۔

یہہ ایک خاص اشتہار ہے۔ اس پر کان دھرو۔

(از مخزن مسیحی)

بپتسمہ

بتاریخ ۲۰ دسمبر ۹۵ء کو منشی یوسف شاہ ساکنہ چک پیرو ضلع گوجرانوالہ نے بمعہ خاندان پادری ٹی۔ ایف کمنگس صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ پایا ہے۔ یو۔ پی۔ مشن۔ گوجرانوالہ میں بڑی مدت سے منشی کے کام پر ملازم تھے اور مشنری صاحبان کی نیک صحبت سے اُس پر یہہ اثر ہوا ہے +

واقعات اور آرائیں

کانشی کی ایک عجیب خبط

جناب ایڈیٹر صاحب گڈ مورننگ

لیجئے آج ایک عجیب خبط بھیجتا ہوں کہ کہیں کانشی میں آسمان سے ایک پتری گری ہے جس کی نقل ذیل میں یوں درج ہو۔

نقل کانشی کی چھٹی کی

"سری کانشی پوری میں شمون ناتھ کے مندر میں سونے کے حرفوں میں لکھی ہوئی ایک پتری اندرلوک یعنے آکاش سے گری ہوئی پائی۔ اُس کے پڑھنے سے یہہ مطلب حل ہوا ہے کہ سمت ۱۹۵۲ اگھ سدی کی ستمی شنی بار کو ست یوگ لگے گا ... ۱۰ برس رہیگا تب رات دن ۳۳ گھڑی کی ہوگی ۱۱ بجے سے جو اُتر کی طرف سے ہوا چلیگی اُسی ہوا سے ایک جکر برتی پیدا ہوگا۔ اُس دن سے اوپرانت موت کم ہوگی مہانک سری کانشی پوری شمون ناتھ کے پجاری دیہا نول و شب دام ان دونوں نے پتری کی نقل اُتاری ہے تمام جگہہ میں بھیجا ہے۔ جو کہ یہہ بالکرم سنکرم ۱۹۶۴ء میں مشہور سنایا گیا تھا مگھ سمت ۱۸۹ مطابق سمت ۱۹۵۲ بکرماجیت ماگھ سدی سے سنکرک ۱۸ شنی بار جنوری ۲۹ ۱۸۹۶ء ست یوگ لگیگا۔ بکرماجیت سمت ۲۹۵۲ تک رہیگا ست دھرم کا رواج ہوگا اور رات دن ۲۴ گھنٹے کے ہوگی۔ اور اُسی دن ۷ بجے سے ۱۱ گھڑی تک زلزلہ یعنے بھوی کمپ ہوگا سو ہوا کے چلنے اور زمین کے ہلنے سے بہت لوگ مرینگے اور مکان بھی گرینگے بستا بادی اور دھرمی تمام بچینگے باقی سب ناش ہو جائینگے جس کو یہہ چھٹی ملے اُس کو

چاہئے کہ یہہ سب جگہہ بانٹ دے اُس کا ثواب ۱۰۰۰ گئو دان کرنے کے برابر ہوگا اور جو سناویگا اور جو سُنیگا اُس کو بھی وہی اتنا پن ہوگا اور جو جُھوٹھ سمجھیگا اُس کو ۱۰۰۰ گئو وُں کا پاپ ہوگا +

اے ناظرین نور افشاں شاید آپنے سُنا یا خود دیکھا ہوگا کہ یہہ مذکورہ بالا نقل کانشی سے چاروں طرف بھیجی گئی ہے ادہر تمام ریاستوں شہروں و گاؤں میں پھیلائی گئی ہے۔ اس تمام علاقہ میں ایک عجیب غلغلہ پڑگیا ہے۔ گاؤں میں مجلسوں پنچایتوں وبازاروں وراستوں میں جدہر دیکھو اسی کا چرچا ہے لوگوں کے دل ہلگئے ہیں۔ اُن پر ایک عجیب دہشت طاری ہوگئی ہے کہ یہہ کیا ہونے والا ہے۔ ہم منّاد بھی نہایت تعجب میں ہیں کہ یہاں مدّت سے خدا کی بتری یعنی انجیل جلیل کی بشارت سنائی گئی اور سُنائی جارہی ہے اور خدا کے آنے والے غضب کا اشتہار بھی دیا گیا ہے مگر اکثروں کے پتھر دل نرم نہوئے اور نہ کچھ جنبش نظر آئی پر اس خبط کے سُننے سے ہر ادنی و اعلی کے دل کانپ اُٹھے ہیں۔ راجے بھی تو اپنی راجدہانیوں میں ترساں ولرزاں ہورہے ہیں۔ سُننے میں آیا ہے کہ جنہوں نے اسباب کو یقین کرلیا ہے اُنہوں نے کھلے میدانوں و کھیتوں میں اپنے لئے چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بنانی شروع کردی ہیں تاکہ اُس آفت کے وقت وہاں بھاگ کر پناہ لیں بلکہ ایک دوسرے کو خبر دیتے ہیں کہ اُس دن اپنے اپنے گھروں سے باہر ہوجاؤ۔ اور بعضے یوں بولتے ہیں کہ اب آؤ ناچیں گائیں اور کھائیں پئیں کہ کل مرینگے +

اِس حیرت انگیز حالت کو دیکھکر ہم منّادوں نے منادی پر زیادہ زور دے رکھا ہے تاکہ ایسی دل شکستہ و خستہ حالت میں اُن کے دل حقیقی نجات دہندہ کی طرف رجوع لائیں اور شکر خدا کا کہ اکثر گاؤں میں ہنوز لوگ ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ اب خدا کی کیا مرضی ہے اور کیا کچھ ہونے والا ہے خبردار ہمسے کچھ مت چھپاؤ صاف صاف بتلاؤ وغیرہ وغیرہ پس اے خادمانِ دین و واعظانِ انجیل میں آپ سے منّت کرتا ہوں کہ ایسے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو بحکم خدا "گلا پھاڑ کے چلّا دریغ نہ کر نرسنگے کی مانند اپنی آواز بلند کر اور میرے لوگوں پر اُن کی بغاوت کو اور یعقوب کے گھرانے پر اُن کی خطاؤں کو ظاہر کر۔ پھر جا کے گذر کرو آستانوں پر سے گذرو لوگوں کے لئے راہ درست کرو راہ اونچی کرو شاہراہ اونچی کرو۔ پتھر سرکا دو قوموں کے لئے جھنڈا کھڑا کرو۔ دیکھ خداوند دنیا کی سرحدوں تک منادی کرتا ہے کہ صیحون کی بیٹی کو کہو دیکھ تیرا نجات دینے والا آتا ہے۔ دیکھ اُس کا اجر اُس کے ساتھ اور اُس کا کام اُس کے آگے ہے۔ یوں بھی کہو "جبتک کہ خداوند مل سکتا ہے تم اُسے ڈھونڈو جب تک کہ وہ نزدیک ہے تم اُسے پکارو وہ جو شریر ہے اپنی راہ کو ترک کرے اور بدکردار اپنے خیالوں کو اور خداوند کی طرف پھرے کہ وہ اُس پر رحمت کرے گا اور ہمارے خدا کی طرف کہ وہ کثرت سے معاف کریگا دیکھو یسعیاہ ۵۸: او ۶۲: ۱۰ و ۵۵: ۶ و ۷ آیات +

اب آخر میں یہہ کمترین اپنے ہم خدمتوں سے ملتمس ہے کہ جہاں جہاں آپ ہیں وہاں وہاں اُسی ہزار سالہ سلطنت کی بابت جس کا ذکر اور کامل ثبوت بائبل میں (جہاں سے اِن بتری والوں نے چرایا ہے) ہے پیش کرو خاص کر مکاشفہ ۲۰: ۴ - ۷ تک اور پھر ست جگ وست اوتار خداوند یسوع مسیح کی بابت جواب جلد آنے والا ہے تاکہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلا دے اور اپنے دہرمی لوگوں کو بچاوے اور پاپی لوگوں کو ناش کرے۔ کلام اللہ سے نکال نکال کر ثبوت دو اور اُن کے دلوں کو اُس نشکلنک اوتار کی طرف لگاؤ تاکہ خدا اُن کی آنکھوں کو کھولے اور وہ حق کو جانیں اور مانیں تاکہ نجات ابدی حاصل کریں خداوند مسیح کے وسیلے سے۔ آمین +

الرّاقم

جسونت سنگہ از کوٹ گڈہ ضلع شملہ

دینی خبریں

علاقہ مجبیہ میں خداوند نے اپنا بڑا فضل عنایت فرمایا ہے چنانچہ تقریباً دوسو متلاشی ہیں اور خداوند کے فضل سے ۲۱ جنوری ۱۸۹۰ء کو گوسل کے چھوٹے سے گرجہ میں دوگانو کے متلاشی جو وڈالہ و مہدی پور کے ہیں اور شمار میں ساٹھ خورد و کلان کے ہیں بر سوم گشتی خون کے داخل کلیسیہ ہوئے ہیں۔ اِس لئے جمیع ناظرین سے عرض ہے کہ اِن کے لئے بہت بہت دعا کی جاوے تاکہ خداوند کی روح پاک اُن پر نازل ہووے اور سب چھوٹے بڑوں کو اپنی نعمتوں سے معمور و بھرپور کرے۔ اور شکر کی بات ہے کہ یہہ سب کے سب کاشتکاری اور اپنی محنت و پیشہ کرنے والے ہیں نہ کہ کلیسیہ پر بوجھ ڈالنے والے ہیں۔ دو دم جو تعلیم پارہے ہیں اُن کے لئے بھی بہت دعا کی جاوے۔ راقم الدعا پادری قاسم خان بھماباد +

مسیحی مذہب کی ترقی۔ اِس ہی صدی کے شروع میں پروٹسٹنٹ کے کام کی ہند میں بنیاد پڑی تھی اور پروٹسٹنٹ عیسائی جماعت کا نام و نشان نہ تھا ۱۸۵۱ء میں دیسی عیسائیوں کا شمار ۹۱۰۰۰ تھا ۱۸۶۱ء میں ۱۳۸۷۰۰ ۱۸۷۱ء میں ۲۲۴۳۰۰ ۱۸۸۱ء میں ۴۱۷۴۰۰۔ ۱۸۹۰ء میں اُن کا شمار ۵۲۸۵۹۰ ہوا۔ اب وہ شمار میں غالباً ۷۵۰۰۰۰ سے کم نہ ہونگے۔ ایک صدی کی مسیحی کوشش و جانفشانی کا نتیجہ یہہ ہوا۔ صدی کے شروع میں مشن سکولوں میں بہت کم لڑکے تھے ۱۸۵۱ء میں ۱۴۴۰۰ تھے ۱۸۶۱ء میں ۷۶۰۰۰ ۱۸۷۱ء میں ۱۲۲۴۰۰۔ ۱۸۸۱ء میں ۱۸۶۴۰۰ ۱۸۹۰ء میں ۲۹۰۷۶۰ اب قریب قریب تین لاکھ لڑکے مسیحی تعلیم پارہے ہیں۔ علاوہ اس کے ایک ہزار ولایتی اور یوریشین منّاد ہیں اور ایک ہزار زنانہ کام کرنے والیاں ۵۰۰ دیسی منّاد اور دس ہزار دیسی اُستاد کام کرتے اور لوگوں میں مسیحی سچائی کی

یہہ بڑی خوشی دینے والی خبر ہے کہ پچھلی جوبلی کے موقعہ پر ہماری ملکہ معظمہ کے مہمانوں میں ہنولین کی ملکہ کپولین بھی تھیں - ملکہ کپولین کو یہہ نام اُس کی بڑی بزرگ کپولین کی جو سونا لیا کی بہادر تھی عزت میں ملا ہے - ہوائین کے جزائر میں یسوع مسیح کا علم لانے کے لئے کپولین سب سے بڑا وسیلہ تھی اُس نے اپنے لوگوں کے لئے وہی کام کیا کہ جو الیاہ نبی نے بنی اسرائیل کے لئے کیا تھا - اُس نے جزیرہ کی قومی دیوی بنام پیلے کو جو بلند آتش فشاں پہاڑ کی شگاف میں رہتی ہوئی سمجھی جاتی تھی چیلنج دیکر لوگوں کو کہا کہ میں آتش فشاں شگاف کے کنارے پر کھڑی ہو کر پکاروں گی پیلے کوئی دیوی نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹی ہے - صرف ایک ہی زندہ سچا اور نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح ہے اگر پیلے زندہ ہے تو وہ مجھے ہلاک کر ڈالے صرف ایک ہی زندہ خدا ہے اور خداوند یسوع مسیح اُس کا بیٹا ہے جو ہم سے اپنی روح کے وسیلے سے بولتا ہے اگر پیلے فی الحقیقت زندہ ہے اور جھوٹی نہیں ہے تو مجھے ہلاک کر دے اور اگر وہ ہلاک نہ کر سکے تب تمام انسان جان لیویں کہ یسوع مسیح پیلے سے زبردست ہے اور سب لوگوں کو واجب ہے کہ اُس کے نام سے بپتسمہ پاویں . . . . تب کپولین اُبلی لاوہ سے چند قدموں کے فاصلے پر کھڑی ہو گئی اور سب کے سامنے اُس نے چند پتھر جھیل میں ڈالدیئے اور زور سے پکارا کہ خداوند ہی خدا ہے اور کہ یسوع مسیح اُس کا بیٹا ہے اُس نے یہہ آگ بنائی ہے پیلے کوئی دیوتا نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹھا ہے اگر اُس میں کچھ ہمت ہے تو میرے سر کے ایک بال کو تو چھو کر دکھلاوے ای میرے لوگو اُس سے مت ڈرو لیکن اُس خداوند کی پرستش کرو کہ جس کی یہہ گورے آدمی منادی کرتے ہیں -

---

شاہنشاہ ابی سینیا نے حال ہی میں حکم دیا ہے کہ سوئیڈن کے تمام مشن اُس کی راج کے علاقے سے نکال دیئے جاویں +

جرمنی میں اب ۱۲۵۰ ینگ مینز کرسچن ایسوسی ایشنیں ہیں جن میں اسی ہزار شریک ہیں مشرقی الائنس میں شریکوں کی تعداد ۳۱۳۰۸ ہے جن میں سے برلن میں ۳۲۲۱ ہیں جرمنی میں وائٹ کراس سوسائٹی کے شریک ۱۰۵۰۰ ہیں +

کھنہ ضلع لودیانہ میں پادری ای پی نیوٹن صاحب نے کرسچن انڈیور سوسائٹی کے پلیج کارڈ پنجابی زبان میں ترجمہ کیئے ہیں اور دو نئی سوسائٹیاں اپنے مشن کے ہندوستانی مسیحیوں میں قایم کی ہیں +

حال میں وائینا کے مشہور سائنس دان ڈاکٹر سی ڈائنر صاحب نے علم طبقات زمین کے رو سے ثابت کر دیا ہے کہ صدوم و عمورہ کی بربادی کا جو بیان بائبل میں پایا جاتا ہے لفظ بہ لفظ درست اور صحیح ہے +

ہمارے اکثر مسیحی ضرورت کے وقت بھیک مانگنا تو برا نہیں جانتے مگر ہاتھوں سے محنت کرنا بیعزتی کا کام خیال کرتے ہیں - ہم بڑی خوشی سے یہہ خبر دیتے ہیں کہ بریلی کے مدرسہ علم الٰہی کے طالب علموں نے قحط کے ایام مصیبت میں اپنی امداد کے لئے مٹی کھود دی - اور ڈلیا ڈھوئیں - پادری ٹی جی سکاٹ صاحب کے ذیل کے الفاظ جو اُنہوں نے اُس کی نسبت کہے ہمارے مسیحی بھائیوں کی توجہ کے لایق ہیں جب زیادہ مدد دینے کے لئے روپیہ نہیں رہا تو پچاس طلبا نے یہہ ٹھہرایا کہ دو گھنٹہ روز امدادی کام اُس جگہہ کیا کرینگے جہاں کہ ہم مدرسہ کے متعلق ایک میدان ہموار کرا رہے تھے - اِس طریق سے اُنہوں نے مدرسہ کی اور اپنی امداد کی اور اپنی قوت بازو سے یہہ محنت گوارا کی . . . . اس میں کوئی بات ذلت کی نہیں تھی بلکہ ہمیں اُن کی عزت کرنی چاہیئے کہ بہ نسبت بھیک مانگنے کے کھونا پسند کیا اگر کوئی دیسی عیسائی محنت سے شرماتا ہو تو یہہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ہر طرح کی محنت و مشقت کرنا بڑی عزت کی بات ہے یورپ اور امریکہ کو اس سے شرف حاصل ہوا +

آئرلینڈ میں سب سے بڑا بوڑھا میتھوڈسٹ سکاروا کا مسٹر رابرٹ ٹیلر ہے جس کی عمر اب ۱۰۶ برس کی ہے - وہ ۱۷۹۰ء میں والنٹیر موومنٹ میں شامل ہوا اُس وقت کی باتیں اُسکو ابتک یاد ہیں وہ دنیا میں سب سے پہلا پوسٹ ماسٹر ہے - سکاروا میں پچھلے ستر سالوں سے پوسٹماسٹر کا کام کر رہا ہے بہت برسوں سے اُس کا گھر میتھوڈسٹ کے پادریوں کے لئے ٹھہرنے کی جگہہ رہا ہے - کچھ برس گذرے ہیں کہ اُس نے اپنے گھر میں ایک ہال بنایا ہے جہاں ہر اتوار کو اور کبھی کبھی ہفتے کے کسی دن کو بھی عبادت ہوا کرتی ہے -

---

ورلڈس سٹوڈنٹ کرسچن فیڈریشن کے جنرل سکرٹری مسٹر جان - آر ماٹ صاحب نے ۱۳ فروری ۱۸۹۸ء کو طالب علموں کے لئے دعا مانگنے کا دن مقرر کیا ہے +

آرمینیا میں شہیدوں کا خون کلیسیا کے لئے بیج کا کام دے رہا ہے - ایک صاحب لکھتے ہیں کہ ارفا میں جہاں کثرت سے مسیحی قتل کئے گئے تھے یسوع مسیح کے کام کے لئے ایسا موقع اس سے پہلے کبھی نہ ملا تھا جیسا کہ آج کل ہے ہمارے لئے سب دروازے کھلے ہوئے ہیں لوگ نہ صرف سننے کے لئے طیار ہیں بلکہ منت کر کے کہتے ہیں کہ ہمیں انجیل سکھلاؤ +

فارس میں بشپ سٹوارٹ صاحب نے ایک عورت کو بپتسمہ دیا کہ جس نے مسیح کی خاطر بہت دکھ سہا تھا

اُس کی عمر صرف سترہ برس کی ہے لیکن بڑی دلیر اور ایمان میں پختہ ہے اور کئی مہینوں سے بپتسمہ کے لئے درخواست کر رہی تھی اُس نے لیڈی مشنریوں کو اکثر دفعہ کہا کہ "میں یقین کرتی ہوں کہ مسیح میں ایمان کی خاطر قتل کی جاؤنگی لیکن قتل کئے جانے سے پہلے بپتسمہ پانا اور مسیحی کلیسیا کی پوری ممبر ہونا چاہتی ہوں +

وفات۔ ہم افسوس کے ساتھ خبر دیتے ہیں کہ ہمارے ڈاکٹر جناب پورن لعل صاحب جو حال میں سہارنپور کے مدرسہ علم آلہی سے سند یافتہ ہوکر نکلے ہیں اور سپاٹو کی کلیسیا کے پاسبان ہونے والے ہیں۔ اُن کی عزیز مرحوم بیوی جو قریب ایک سال سے بعارضہ دق مبتلا تھیں بتاریخ ۲۲ ماہ رواں کو ۲۷ سال کی عمر پاکر اس جہان فانی سے رحلت کرکے اپنے آسمانی باپ کی گود میں چلی گئیں۔ اور اپنی دو چھوٹی بچیوں اور عزیز شوہر اور کل رشتہ داروں کو رنج و غم میں مبتلا چھوڑ گئی ہیں۔ ہماری دُعا ہے کہ خداوند مسیح جو تسلی کا بانی ہے ان کو تسلی دے اور کل ناظرین نورافشاں کی خدمت میں عرض ہے کہ وے بھی اس غمزدہ خاندان کے واسطے دعا کریں۔

راقم ماسٹر مسیح دیال۔ سولن ؁

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن جنوری ۱۹۔ مسٹر چیمبرلین نے لورپول میں ایک تقریر کے درمیان کہا کہ گریٹ برٹن کا فرض ہے کہ اُس کو تھامے رکھے جو اُس کے پاس موجود ہے اور آیندہ نسل کے فائدے کیلئے حقوق کو پختہ کرے [illegible]ن کو ضایع ہونے نہ دے +

اُس نے کہا کہ ہماری حال کی پالسی ملک گیری نہیں ہے مگر تجارت گاہوں کو قایم رکھنا ہے خواہ یہہ امر نئے ملکوں کے شامل کرنے سے ہی کیوں نہ حاصل ہو۔ اپنی تقریر کے آخر میں کہا کہ انگلینڈ کو چاہئے کہ اپنی کالونیز سے زیادہ نزدیکی اختیار کرے اور اُن سے مدد لیوے جو وہ غیروں سے کبھی بھی نہیں پا سکتا ہے ؁

لنڈن جنوری ۱۹۔ کارخانوں کے مالکوں نے انجنیروں کو اطلاع دی ہے کہ ۲۴ ماہ حال کو کارخانے کھولے جاوینگے مگر اس شرط پر کہ وہ کارخانوں کے انتظام کے متعلق شرطوں کے کاربند رہیں ؁

لنڈن جنوری ۱۹ سلطان روم نے ایم زنیو ویف کو اطلاع دی ہے کہ یونان کے پرنس جارج کا گورنر کریٹ مقرر ہونا سلطنت عثمانی کے لئے مفید ثابت نہ ہوگا ؁

بمبئی جنوری ۲۰۔ کل وبا کا زیادہ زور تھا۔ ۱۱۸ وارداتیں ہوئیں اور ۱۲۷ فوتیاں ؁

کلکتہ جنوری ۲۰۔ ملیر کوٹلہ کے سیپرز ۱۸ جنوری کو پشاور کی طرف جمرود سے واپس ہوگئے ہیں +

لنڈن جنوری ۲۰۔ مسٹر چیمبرلین نے اپنی لورپول کی تقریر میں کریٹ کی نسبت دول یورپ کے کانسرٹ کی کمزوری پر افسوس ظاہر کیا اور اُمید ظاہر کی کہ انگلینڈ مجبور نہ ہوگا کہ علیحدہ کارروائی اس امر میں عمل میں لائے +

لارڈ جارج ہملٹن نے مقام اکٹن میں تقریر کرتے کہا کہ ہندوستان کی سرحدی مہم کا نتیجہ قابل اطمینان رہا ہے باوجود اُن نقصانات کے جو ہم نے اُٹھائے ہیں +

مسٹر محل نے کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ سردست ہندوستان کو سرحدی جنگ کے لئے روپیہ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر ضرورت ہوئی بھی تو ہمارے کیسے اس مدد کو دینے کے لئے کھولے جاوینگے مگر پارلیمنٹ کے لئے کوئی اور بات زیادہ خطرناک نہ ہوگی جیسا کہ انگریزی سلطنت کے اُن حصّوں کی انگلینڈ کے ٹکس دینے والوں کے وصول شدہ روپئے سے مدد کرنا جو پارلیمنٹ کے ماتحت نہیں ہیں +

بمبئی جنوری ۲۱۔ کل وبا سے ۱۰۸ واردات اور ۱۲۱ اموات ہوئیں +

لنڈن جنوری ۲۲۔ مسٹر گلیڈسٹون سخت کمزور ہے اور باوجود موسم کے کھلے ہونے کے گاڑی پر سوار ہونے کے ناقابل ہیں +

لنڈن جنوری ۲۲۔ جاپان کے جنگی بیڑے کا چین کی طرف روانہ ہونا اس بات کو ثابت کرتا مانا جاتا ہے کہ چین کے معاملے میں انگلینڈ اور جاپان ملکر کام کر رہے ہیں +

لنڈن جنوری ۲۲ سینٹ پیٹرزبرگ میں سرکاری طور پر مشتہر ہے کہ انگلینڈ کے جنگی بیڑے کو حکم ہوا ہے کہ پورٹ آرتھر کو دفعتاً چھوڑ دیویں خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ حکم اس واسطے صادر ہوا ہے کہ روسی سفیر نے لنڈن کے فارن آفس میں اس امر کی نسبت تحریر کیا تھا +

لنڈن جنوری ۲۴۔ الجیرز میں سخت فساد ہوا ہے وہاں پر یہودیوں کی دوکانیں لوٹی گئیں اور دونوں طرف سے کئی شخص مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ فساد روکنے کی کوشش کی گئی مگر ناکام رہی ہے +

کلکتہ جنوری ۲۴۔ جنرل سیمنس جمرود سے تار دیتا ہے کہ کل رات تار پھر کاٹا گیا +

علی مسجد کے قرب جوار میں گیہوں کے کھیت بوئے جاتے ہیں تاکہ ہماری فوج کے جانوروں کے لئے چارا پیدا کیا جاوے +

مضامین مفید المبتدین

ایک چھوٹی لڑکی کے جھوٹھ بولنے کا بیان

ایک چھوٹی سی لڑکی تھی جس کا نام کیٹی تھا اُس کی نانی نے اُس کی سالگرہ کے دن اُسے ایک چاندی کا پیالہ دیا۔ کیٹی اُس پیالے کو روز روز کام میں نہ لا سکتی تھی پر جب کبھی کوئی ملاقاتی آجاتا اُس کی سالگرہ ہوتی تبھی وہ پیالے کو پاتی۔ کیٹی کی ماں کے پاس سارہ نام ایک نوکر تھی وہ کیٹی کی ایسی اچھی طرح سے خبرداری کرتی اور اُس سے ایسی اچھی اچھی باتیں کیا کرتی کہ کیٹی اُسے بہت پیار کرنے لگی اور اُس کے ساتھ رہنا بہت پسند کرتی تھی +

ایک روز سارہ چاندی کے برتن صاف کر رہی تھی اور اُس میں کیٹی کا پیالہ بھی تھا۔ کیٹی سارہ کے پاس بیٹھی ہوئی اُس کا کام دیکھ رہی تھی۔ اِتنے میں کسی نے سارہ کو پکارا سو سارہ اُن چیزوں کو کیٹی کے پاس چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ نٹ کھٹ کیٹی اپنے پیالے کے ساتھ کھیلنے لگی اور اُس کے دل میں یہہ خیال آیا کہ میں کنوئے پر جا کر اس پیالے میں پانی بھر کر پینے کو لے آؤں۔ جب وہ کنوئے پر گئی اور ڈول میں سے پانی لے رہی تھی اُس کو کسی کے آنے کی آہٹ ملی اور یہہ جانکر کہ میں بیجا کر رہی ہوں ایسی ڈری کہ ڈر کے مارے اُس کا پیالہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کنوئے میں گر پڑا۔ وہ لوٹ کر پھر اُسی جگہہ آبیٹھی اور جب سارہ آئی تو اُس نے پیالے کا اُس سے ذکر تک نہ کیا۔ سارہ نے جلد معلوم کر لیا کہ پیالہ نہیں ہے اور کیٹی سے پوچھا کہ تم نے پیالہ تو نہیں لے لیا پر کیٹی ایسی شریر تھی کہ اُس نے جھوٹ بول کے کہا نہیں میں نے نہیں لیا۔ بیچاری سارہ اِس بات سے بہت دق ہوئی اس لئے کہ وہ ڈرتی تھی کہ میری میم صاحبہ مجھ پر خفا ہونگی اور مجھ ہی پر اِس کا قصور ٹھہرائینگی۔ تو بھی اُس نے جاکر میم صاحبہ سے سب حال کہہ دیا میم صاحبہ بہت ناراض ہوئیں اور سب کہیں ڈھونڈ کر سارہ سے کہا کہ مجھے خوف ہے کہ تمہیں نے لے لیا ہے اور یہہ حیلہ کرتی ہو کہ مجھے اِس کا حال معلوم نہیں ہے۔ میں ایسے غیر معتبر نوکر کو نہیں رکھ سکتی ہوں چنانچہ سارہ جواب پا گئی۔ سارہ کو اِس بات کا بڑا رنج ہوا اور وہ سوچنے لگی کہ جب میری ماں سنیگی کہ میں بدنام ہو کر نوکری سے چھوٹ گئی تو وہ کیا کہیگی اور اُن کو بڑا افسوس ہوگا +

جب کیٹی نے ساری باتیں سن لیں اور یہہ معلوم کیا کہ سارہ چلی جائیگی تو وہ بہت رنجیدہ ہوئی لیکن ڈر کے مارے اُس نے پیالے کا حال نہ بیان کیا۔ اُس کو خوب معلوم تھا کہ میں سزا پاؤنگی اور خوف کے مارے اُس نے سارہ کو اپنے بدلے میں سزا پانے دی۔ جھوٹھ نے اُس کے دل کو ایسا سخت کر ڈالا تھا۔ اس کے تھوڑے روز بعد وہ کنو اصاف کیا گیا اور وہ پیالہ کنوئے میں نکلا۔ تب کیٹی کی ماں کے دل میں یہہ خیال گذرا کہ شاید کیٹی نے اُس کو کنوئے میں ڈال دیا کیونکہ وہ اُن برتنوں کے پاس بیٹھی تھی جب سارہ باہر چلی گئی تھی۔ اِس خیال سے اُس نے کیٹی سے پوچھا اور اگرچہ وہ بہت ڈر گئی تو بھی اُس نے اُس وقت سچ سچ کہہ دیا کہ مجھ سے یہہ پیالہ کنوئے میں گر پڑا تھا پر میں اپنا قصور چھپانے کے لئے جھوٹھ بولی۔ کیٹی کی ماں کو بڑا افسوس ہوا کہ وہ ایسی شریر نکلی اور اُس کو بہت سمجھا کے دعا مانگی کہ خدا اِس کے قصور معاف کرے اس کے بعد اُس نے کہا کہ میں تمہارے باپ سے صلاح لونگی کہ تم کو کس طرح کی سزا دینی چاہئے۔ کیٹی کی ماں نے سارہ کو اُس کی نوکری پر پھر بُلا لیا اور کیٹی سے کہا کہ تم سارہ سے معافی مانگو کہ تم نے اُس کو رنج دلایا۔ کیٹی کی سالگرہ کا دن نزدیک تھا اور وہ ہمیشہ اُس دن اپنے بھائی بہن اور ماں کے ساتھ اپنی نانی کے گھر جایا کرتی تھی اور وہ چاندی کا پیالہ اپنے ساتھ لیجایا کرتی تھی۔ وہ پیالہ کنوئے میں گرنے کے سبب سے پچک گیا تھا اور کیٹی خوب جانتی تھی کہ میری نانی مجھسے پوچھینگی کہ یہہ پیالہ کس طرح پچکا۔ چنانچہ کیٹی کے ماں باپ نے یہہ سوچا کہ اس کے لئے یہہ اچھی سزا ہوگی کہ وہ آپ اپنی نانی سے بیان کرے کہ میں نے کیسی شرارت کی اور جھوٹھ بولی۔ یہہ بات کیٹی کو پسند نہ آئی لیکن اُس کی ماں نے کہا کہ تم کو ضرور کہنا ہوگا +

جب کیٹی کی سالگرہ کا دن آیا وہ یہہ پیالہ اپنے ساتھ اپنی نانی کے مکان پر لائی اور کھانے کے بعد جب میز پر بیٹھے تھے کیٹی نے اپنی نانی سے کہا کہ میں آپ کو بتلاؤں گی کہ میں نے کیسی شرارت کی ہے اور پیالے کا سب احوال بیان کر دیا + اُس کی نانی نے اُس سے بہت دیر تک باتیں کیں اور بتلایا کہ جھوٹھ بولنا کیسی بری بات ہے اور کہ خدا جھوٹھ بولنے والے سے کیسا ناراض ہوتا ہے کہ اُس نے حننیاہ اور سفیرہ نامی ایک مرد اور اُس کی جورو کو جھوٹھ بولنے کے سبب سے مار ڈالا۔ اُس نے یہہ بھی کہا کہ اگر تم اتنے بڑے گناہ کے لئے توبہ کروگی تو خدا اُسے معاف کریگا اور مجھے اُمید ہے کہ تم عمر بھر پھر کبھی جھوٹھ نہ بولوگی۔ کیٹی بہت روئی اور اپنی نانی سے یہہ وعدہ کیا کہ میں کوشش کرونگی کہ پھر جھوٹھ نہ بولوں۔ کیٹی کی نانی نے وہ پیالہ اپنے پاس کچھ دن کے لئے رکھ لیا اور اُسے درست کروا کے اور اُس پر یہہ باتیں نقش کروا کے کہ ہمیشہ سچ بولو اُس کے پاس اُس کو پھر بھجوا دیا۔ کیٹی نے اُس پیالہ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھا اور جب اُس کے لڑکے بالے پیدا ہوئے تو اُس نے اُن کو وہ پیالہ دکھا کے اُن سے بیان کیا کہ وہ نقش کیوں اُس پر کھودا گیا اور پھر کبھی جھوٹھ نہ بولی +

+ + + + +

+ + +

+

پونے دو سو صفحہ کی کتاب

جس کے مشتہر ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شایق ہیں۔
اور جس کی تیاری میں بوجوہ چند اس قدر دیر لگی شکر خدا کا اب انجام کو پہنچی اور ماہ فروری ۱۹۰۵ء کی کسی معینہ تاریخ کو عیسائی خریداروں اور مسلمان طلبگاروں کی خدمت میں پہنچ جاویگی۔ شایقین نے اس کتاب کی بابت جیسا کہ توقع تھی بہت بیصبری کی۔ اس لئے دیری کے لئے ان کی خدمت میں ہم باادب معذرت چاہتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب کو اس ایام میں ولایت انگلستان کا سفر درپیش ہوگیا اور مطبع والوں کی سستی اور کتاب کے متعلق اور خدمات اس کی تیاری میں برابر مخل ہوتی رہیں۔ ڈاکٹر صاحب انگلستان میں تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں مجھ کو اپنا ایجینٹ مقرر کیا ہے لہذا آیندہ ہر قسم کی خط و کتابت ذیل کے پتہ پر ہونی چاہیے۔

(پنڈت) پرسوتم داس ؏

کرسچن ایڈوکیٹ آفس گوجرانوالہ پنجاب ؏

اشتہار

مڈیکل مشنری ٹریننگ انسٹیٹیوٹ آگرہ

آپ سبھوں کو معلوم ہووے کہ اس انسٹی ٹیوشن کے متعلق کمپاونڈر کلاس کھولا گیا ہے جس میں نوجوان مسیحی لڑکوں کو فارمیسی یعنے دواسازی کا علم اور نسخوں کا بنانا وغیرہ سکھلایا جاویگا نوجوان مسیحی جو اس کا شوق رکھتے ہیں چاہیے کہ وے مڈل اینگلو ورنیکولر پاس ہوں یا الہ آباد پنجاب یا کلکتہ یونیورسٹی کے پاس شدہ ہوں۔ تعداد سیکھنے کی دو سال مقرر کی گئی ہے۔ اس عرصہ میں ان کو بینڈیجنگ یعنی پٹی وغیرہ باندھنے کا طریقہ اور حفظان صحت وغیرہ سکھلائی جاویگی۔ نوجوان مسیحی جو یہاں داخل ہونا چاہتے ہیں چاہیے کہ وہ اپنے آپ خوراک وغیرہ کا انتظام کریں یا جو پادری صاحبان اُن کو بھیجیں تو وے اُنکی پرورش کریں اُن پر وہی توجہ اور محنت کی جاویگی جو اور طالب علموں پر جو یہاں ڈاکٹری پڑھتے ہیں کیجاتی ہے چاہیے کہ مسیحی نوجوان اپنی عرضی پادری صاحبوں کے ذریعے سے جناب پرنسپل ڈاکٹر ولیمن ٹایئن صاحب کو ۲۶ نمبر فرمنڈر روڈ کے پتے پر بھیجیں۔ طالب علموں کے رہنے کا انتظام بورڈنگ ہوس میں کیا جاویگا +

سوالات بیبل

۱- دھونکنی جل گئی سیسہ آگ میں بھسم ہوگیا۔ کسیرا بیفایدہ گداز کرتا ہے یہاں دھونکنی سے کیا مراد۔ اور سیسہ کسکو کہا گیا ہے اور کسیرا سے کیا مطلب ہے؟۔

۲- قسطنطین یہ کس زبان کا لفظ ہے اور اُس کے کیا معنی ہیں؟۔

۳- جن کو انجیل نہیں سنائی گئی کیا مرنیکے بعد انہیں مسیح پر ایمان لانیکا موقع ملیگا یا نہیں؟ اس کے ثبوت میں بیبل سے ایک آیت دو +

۴- کیا کوئی انسان صرف اپنی دلی شریعت کے مطابق بہشت کے لایق ہوا یا ہوسکتا ہے؟

۵- بیبل میں وہ کونسی آیت ہے کہ جس کے موافق کل بیبل میں ویسی آیت نہیں؟۔

راقم - جے - بی - ایل - از بمبئی ؏

لودیانہ

بارش بھی موقعہ پر خوب ہوگئی ہے۔

رپورٹ اموات وحیات جو دفتر ہذا میں پہنچی درج ذیل کیجاتی ہے۔ (تعداد پیدائش ۴۲ مسلمان - ۱۰ ہندو) (تعداد اموات مسلمان ۲۹ ہندو ۵)

ضرورت

۵ — تا حکم ثانی

ایک اینگلو ورنیکولر جونیر سند یافتہ اُستاد جو قدرے انگریزی کی واقفیت رکھتا ہو انبالہ چھاؤنی کے مشن کے مڈل سکول میں علم ہندسہ پڑھانیکے لئے درکار ہے۔ تنخواہ عـ۱۵ روپیہ ماہوار۔ درخواست کرو +

بنام مینیجر صاحب مشن سکول انبالہ چھاؤنی۔

ضرورت

۲ — ۳

ایک دیسی مسیحی لیڈی کی دہرہ دون کی لڑکیوں کے سکول کے لئے ضرورت ہے۔ نارمل سکول کی سند یافتہ کو ترجیح دی جاویگی۔ ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کرو +

مس ایس۔ ایم سویری صاحبہ پرنسپل ڈیرہ گرلز سکول

نارتھ ویسٹرن ریلوے

فروخت کیلئے پرانی لوہے کی ریلیں

لمبائی چوڑائی۔ نرخ اور پہنچانیکی شرایط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ آر۔ لاہور سے خط و کتابت کرو +

دستور العمل اخبار نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	عہ
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	۱ر عہ
قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	۱ر عہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	ہے
قیمت فی کاپی دس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام فی کاپی معہ ضمیمہ	۲ر ہے
بغیر ضمیمہ	۲ر عہ

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب اڈیٹر و مینیجر اخبار نورافشاں کیواسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم دائلی کے اہتمام سے چھپا